اداریہ:

عہد حاضر اور ہم

حُسن اور عشق کا اصل منبع ومبدأ ذات الٰہی ہے، وہی حسن مطلق ہے، کائنات کا ہر پیکرِ تخلیق روح الوہیت کا مکمل مظہر ہے۔ جہاں اور جس چیز میں بھی حُسن دکھائی دیتا ہے وہ اسی حُسن حقیقی کا پرتو ہے۔ قرآن کریم اس بات کا داعی ہے کہ انسان اپنی داخلی اور خارجی زندگی کو حسن و جمال کا آئینہ دار بنائے۔ اسی لیئے اس کو مکلف بنایا گیا کہ دینی اور دنیاوی سعادتوں کے حصول کے لئے وسائل اختیار کرنے کے ساتھ اس دعا کا بھی التزام رکھے۔

رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدنيا حَسَنَة و في الآ خرة

دنیا اور آخرت میں حسن و جمال کی معنویت اور اس کی نیرنگیوں سے بہرہ ور ہونے کے لئے ضروری ہے کہ انسان کے فکر و عمل میں بھی حسن و جمال کی جھلکیاں پائی جائیں۔ لیکن یہ جمال معبود حقیقی کے عرفان واذعان کے بغیر ممکن نہیں۔

جدید ملحدانہ نظریات، جو ماوراء عقل کے وجود کے منکر ہیں وہ حسن حقیقی کے ادراک سے بھی محروم ہیں۔ ان نظریات نے انسانی زندگی کے داخلی اور خارجی امور سے وجود باری تعالیٰ کا تصور ہی مٹا دیا ہے۔ ان کی نظر میں یہی عالم (زمان ومکان) ابدی اور ازلی ہیں یعنی قدیم ھیں ہمیشہ سے ھیں اور ہمیشہ رھیں گے اس کا اثر انسانی تہذیب زبان وادب یعنی ہر شعبہ حیات پر پڑا۔

ثقافت وادب اور شعری ونثری تحقیقات کے جمالیاتی پہلو کا ادراک وعرفان اس وقت تک ممکن نہیں جب تک انسان کی اپنی داخلی وخارجی دنیا جمال وکمال کے اوصاف حمیدہ سے مزین نہ ہو۔ اور اس کے فکر و عمل کی مشاطگی میں حُسن و جمال کا مکمل انعکاس نہ ہو۔ زندگی نہ تو فریب نظر ہے، نہ میکانکی ہے نہ ہی بے مقصد ہے۔ مقصدیت میں ہی فلسفہ جمالیات کا راز پوشیدہ ہے چونکہ اس کائنات پر ذات الٰہی کے حُسن کا پرتو ہے، اسی لئے کائنات کی ہر شے حُسن و جمال کا ایک دلآویز مرقع نظر آتی

ہے۔قرآن کریم میں آٹھ سو ۸۰۰ ایسی آیات ہیں جو انسان کو کائنات کے ان دلآویز مناظر پر بار بار غور کرنے کی دعوت دیتی ہیں کون ومکان کا ہر پیکر تخلیق اللہ کی نشانیوں (آیات اللہ) میں سے ایک نشانی ہے۔روح الوھیت کے موضوعی یعنی حسن حقیقی کے جلوہ کا پرتو دیکھ کر ہر پاکیزہ دل کیف وسرور، فرحت وانبساط اور عرفان وآگاہی کے عطر بیز جھونکوں سے مشام جاں کو معطر پاتا ہے۔اور پکار اُٹھتا ہے

رَبّنَا مَاخلَقْتَ هٰذاباَطِلاً ۔ وَمَا خلَقْنَا السّماءَ وَالأرض وَمَا بَينهمُاَ بَاطِلاَ (سورة ص ۲۷)

کائنات کا ہر پیکر تخلیق با مقصد ہے۔رَبنَاَ مَا خَلَقْتَ هٰذا باَطِلاً ہر فن اور فنی تخلیق میں مقصدیت پوشیدہ ہے، حسن آفرینی، نظر افروزی اور سرور انگیزی کا راز بھی مقصدیت میں مضمر ہے چونکہ اللہ کی ذات منبع حُسن ہے۔وہ خود جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے۔ اللہ جمیل و یحب الجمال اس لئے اس نے ہر شئی کو جمیل صورت میں بنایا ہے۔اس کائنات میں تمام نظر افروزیاں اور جمال آرائیاں حسن الٰہی کی مرہون منت ہیں ۔کائنات کا نور اسی کے نور سے قائم ہے۔ اللهُ نُورالسَّمٰوٰتِ وَالأَرْض نور ظلمت کی ضد ہے اور ظلمت حسن کی ضد ہے۔اللہ کے حسن مطلق کے مثل کوئی چیز نہیں لَيسَ كِمثلِه شيءٌ

سید حبیب الحق ندوی لکھتے ھیں قرآن کریم نے جمالیاتی عناصر کے چار معیار قائم کئے ہیں (ندوی سید حبیب الحق قرآن کا جمالیاتی تصور عربی ڈپارٹمنٹ یونیورسٹی ساؤتھ افریقہ ۱۹۹۶ء ص/۲) سورۃ الانفطار میں حسب ذیل وضاحت فرمادی:۔ اَلـــذِی خَــلَــقَــک فَســوکَ فَعَدَلَکِ فيِ اَیَ صُوُرَة مَاشآ ءِ رَکَبَک ۔یعنی تخلیقی عمل کے چار ارتقائی مراحل ہیں۔پہلا مرحلہ تو انسانی ہیولیٰ کا تصور اور اسکی تکمیل ہے۔

دوسرا مرحلہ اس ہیولیٰ کا تسویہ ہے یعنی عناصر ترکیبی میں ہم آہنگی اور موزونیت پیدا کرنا۔تیسرا مرحلہ تعدیل کا ہے، یعنی مختلف اجزاء میں تناسب واعتدال پیدا کرنا اور چوتھا مرحلہ

ترکیب صوری کا ہے۔یعنی شکل وصورت بنانا۔یہی عناصر حسن کمال کا مظہر ہیں ۔فنی تخلیقات میں وحدت تناسب پر قرآن کا اصرار ہے!اسی کوحسن تخلیق کی دلیل قرار دی ہے۔سورۃ الاعلیٰ میں ارشادفرمایا اَلذِیْ خَلَقَ فَسَوّیٰ. سورۃالسجدۃ میں فرمایا۔اَلَّذِیْ اَحْسَنَ کُلَّ شَیءٍ خَلقه ۔یعنی اس نے جو چیز بنائی حسین بنائی۔اس سے ظاہر ہے کہ تخلیقات میں وحدتِ تناسب اور ہم آہنگی سب سے اہم ہیں ۔یہ کمال فن اسی وقت ممکن ہے جب فنی تخلیقات میں مقصدیت بھی ہو بے مقصدفن نہ توہم آہنگ ہوسکتا ہے نہ ہی عناصرحسن سے مزین ہوسکتا ہے۔تخلیق فن میں تعدیل وتسویہ جمالیات کی دواہم قدریں ہیں اسی کا اعجاز عالم رنگ وبو میں نمایاں ہے۔کائنات جمال کا مرقع ہے اگر پیکرتخلیق میں مقصدیت نہ ہوتی تو اس میں جمال ہوتا نہ جلال۔

پیکرانسان اور جنت کی تخلیق بذات خود جمال وکمال کا مرقع ہے۔سورۃ التین میں فرمایا کہ لَقَدْخَلَقْنَا الاِنْسَانَ فِی اَحْسنِ تَقْوِیمٍ اور جنت کی تخلیق کوقرۃ العین (آنکھ کی ٹھنڈک)اورحسن المآب (حسین ٹھکانہ) سے تعبیر کیا ہے۔تخلیق کامل کی دلیل یہی ہے کہ وہ حسن وسرور کامنبع ہو۔اللہ کے پاس لوٹ جانا حسین ٹھکانہ ہے۔ وَاللہ عندہ حُسنُ المآب . (آل عمران) وَاِنَّ لَه عِندَنَالَذُلفٰی وَحُسْنَ مَاٰبٍ (ص) حَسُنَتُ مُسْتقراً وَّ مُقَاماً. (الفرقان) اور وَ لَقّهمُ نَضْرَةً وَسُرُورا (الدھر) کی آیات بینہ واضح دلیل ہیں اللہ خود حسین ہے۔وہ جمال کو پسند کرتا ہے۔جو چیز بنائی حسین بنائی۔اسی تخلیق کے پس پردہ عظیم مقصدیت پوشیدہ ہے۔خود انسان کی تخلیق نظرافروزی ودلکشی کے اعتبار سے حسن تمام کا پیکر بے مثال ہے۔یہ اس کے عزوشرف اور فضل ربانی کی دلیل ہے یعنی وَصَوَّرَکُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَکُمْ (التغابن)

حسن باطنی کی حرکت ، ارتقائی ہے اور حرکی بھی ۔زندگی عروج وکمال کی طرف مستقل حرکت کررہی ہے۔خوب سے خوب تر اور حسین سے حسین تر کی طرف تیز گام ہے انسان عالم زمان ومکان میں رہنے کے باوجود اپنے دل اور ایمان کی دنیا رکھتا ہے۔وہ اپنی ذات کی تکمیل کی راہ پر تیز گام ہے۔زندگی کوحسن کی آرزو ہے اور خوب ترکی تلاش بھی۔آیت کریمہ ربنا أ تمم لنا نورنا

(التحریم) میں اسی حسن حرکی وارتقائی کی طرف اشارہ ہے۔

ذات الہٰی جو منبع حسن ہے ہر آن اظہار و جمال میں مصروف ہے۔ ہر لحظہ اس کی نئی شان ہے۔ کُلَّ یَوْمٍ هُوَفِی شا ن (رحمٰن)

آرائش جمال سے فارغ نہیں ہنوز   پیش نظر ہے آئینہ دائم نقاب میں

کائنات گونا گوں نظاروں کا مرقع ہے۔ اسی تضاد میں اس کا حسن مضمر ہے۔

گلہائے رنگ رنگ سے ہے زینت چمن   اے ذوق اس چمن کو ہے زیب اختلاف سے

ثقافت وادب کا حسن بھی اختلافات کے باوجود وحدت میں پوشیدہ ہے۔ ثقافت کے ہر پیکر تخلیق میں تعدیل وتسویہ کی ضرورت ہے۔ جو سرور انگیز بھی ہے اور دلآویزی کا سبب بھی، قلب انسان وجدان، حسن وجمال، جذبات وعواطف کا سرچشمہ ہے۔ وجدان درحقیقت عرفان حقیقت کی انفعالی کا دوسرا نام ہے۔ جمالیاتی حسن کا احساس بھی انفعالی قوت کا اظہار ہے۔ جذب و انجذاب دونوں قوتیں کائنات کی ہر شے میں سرایت کئے ہوئے ہیں۔ زمان زندگی کی سلبی قوت ہے اور مکان زندگی کی ایجابی طاقت۔ دونوں کی وحدت کا دوسرا نام زندگی ہے۔

کسی کلچر اور ادب کی دلآویزی ونظر افروزی، اس کی پاکیزگی، طہارت اور مقصدیت پر منحصر ہے۔ یہی ثقافتی طہارت و پاکیزگی عارض گیتی پر بسنے والی قوموں کا حسن فراواں، زیست کے لئے حسین قوس وقزح، قلب وقالب، فضا اور ماحول میں عطر بیزی، طہارت اور رعنائی جمال کا سبب بنتی ہے۔ معاشرہ کی مکمل طہارت کے بغیر شعر و ادب اور فکر و نظر کی طہارت ممکن نہیں۔ طہارت ہی انسان کے حُسن ذوق کی مظہر ہے اور تزکیہ نفس کی طرف مائل کرتی ہے۔ الحادی معاشرہ اس نعمت سے محروم ہے۔ قرآنی معاشرہ کی تشکیل کے لئے دیگر کوششوں کی طرح قرآن نمبر کی اشاعت پیش خدمت ہے۔

تاکہ ہم اپنی روح وقالب کو قرآن کے جمال وجلال میں رنگ لیں صبغة الله و من احسن من الله صبغة (البقرہ) ہماری خلوت، جلوت، ظاہر وباطن اسی قرآن کا آئینہ دار اور

ترجمان ہو۔

قرآن کتابِ ھدایت ہے اور زندگی کا دستور بھی امورِ مملکت کی ادائیگی کے لئے رھنما بھی اور کتاب آخر بھی یہ علوم کا خزانہ اور سمندر ہے عہد نزول سے آج تک طالب حق متعدد زاویوں سے اس سے علم کے موتی نکال رہے ھیں۔اور قیامت تک نکالتے رھیں گے۔

بقول ڈاکٹر محمود احمد غازی علوم القرآن سے مراد وہ تمام علوم و معارف مراد ہیں جو علماء کرام اور مفسرین اور مفکرین ملت نے گذشتہ چودہ سو سال کے دوران میں قرآن مجید کی تفسیر کے حوالہ سے مرتب فرمائے ہیں۔ایک اعتبار سے اسلامی علوم وفنون کا پورا ذخیرہ قرآن مجید کی تفسیر سے عبارت ہے۔آج سے کم وبیش ایک ہزار سال قبل مشہور مفسر قرآن اور فقیہہ قاضی ابوبکر ابن العربی نے لکھا تھا کہ مسلمانوں کے جتنے علوم وفنون ہیں (جن کا انھوں نے اس وقت اندازہ سات سو کے قریب لگایا تھا)،وہ سب کے سب بالواسطہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شرح ہیں،اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید کی شرح ہے۔اس اعتبار سے مسلمانوں کے سارے علوم وفنون علوم القرآن کی حیثیت رکھتے ہیں۔

اسلام سے وابستگی کا بھی یہی تقاضا ہے،وحدت علوم کا منطقی نتیجہ بھی ہے،اور وحدت فکر اور تصور وحدت کائنات کا بھی یہی ثمرہ ہے کہ سارے علوم وفنون کو قرآن مجید سے وہی نسبت ہو جو پتوں کو اپنی شاخوں سے ،شاخوں کو اپنے تنے سے اور تنے کو اپنی جڑ سے ہوتی ہے۔اس لئے جب ہم علوم القرآن کی بات کرتے ہیں تو ہمارے سامنے دو دائرے ہوتے ہیں۔ایک نسبتاً تنگ اور چھوٹا دائرہ وہ ہے جس میں وہ علوم اور فنون شامل ہیں جن کا تعلق براہ راست قرآن مجید کی تفسیر اور فہم سے ہے۔علوم القرآن کا ایک اور نسبتاً وسیع اور بڑا دائرہ بھی ہے،اور وہ دائرہ اتنا بڑا ہے کہ اس میں انسان کی وہ تمام فکری کاوشیں شامل ہیں جن کی سمت درست ہو اور جن کی اساس صحیح ہو،یہ وہ دائرہ ہے جس میں آئے دن نئے نئے علوم و معارف شامل ہو رہے ہیں،اور جن میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے اور ہوتا رہے گا۔اس دائرے میں ہر وہ چیز شامل ہے جس سے مسلمانوں نے اپنی فکری

اورعلمی سرگرمیوں میں کام لیا ہو،اور جو قرآن مجید کے بتائے ہوئے تصورات کے مطابق ہو اور اس کی بنیادی تعلیم سے ہم آہنگ ہو۔

جب مسلمان اپنے تمام موجودہ معاشرتی اور انسانی علوم کو از سر نو مدون کر لیں گے تو پھر وہ اسی طرح سے قرآن فہمی میں مددگار ثابت ہوں گے جس طرح ماضی میں مسلمانوں کے معاشرتی اور اسلامی علوم نے قرآن فہمی میں مدد دی۔ مسلمانوں کا فلسفہ اور تاریخ اپنے زمانہ میں اسلامی نظریہ اور اسلامی تعلیم کے فروغ میں ممد ومعاون ثابت ہوا۔ جب کہ آج کا اصول قانون، آج کی سیاسیات، آج کی معاشیات اور آج کے دوسرے تمام علوم اسلامی کی اساس پر از سر نو مرتب ہو جائیں گے تو اس وقت ایک بار پھر ان سب علوم کی حیثیت قرآن مجید کے خادم اور قرآن فہمی کے آلات ووسائل کی ہوگی۔ اس وقت یہ علوم اسی تصور حیات اور نظریہ کائنات کو فروغ دیں گے جو قرآن مجید نے دیا ہے۔ اس وقت یہ علوم قرآن مجید کی تہذیبی اقدار کو نمایاں کریں گے اور اس تصور کی بنیاد پر مزید نئے علوم اور فنون کو جنم دیں گے جو قرآن مجید میں ملتے ہیں۔

ان علوم میں وہ چیزیں شامل ہیں جن کا تعلق نزول قرآن کی کیفیت، اسکی تاریخ اور مراحل تدوین، اس کے طریقہ کار، اس طریق کار کی حکمت اور مصلحت سے ہے۔ اس کے علاوہ قرآن مجید کی جمع وتدوین کی تاریخ، اس کی آیات اور سورتوں کے انداز نزول، مقام نزول اور حالات نزول جن کے لئے جامع اصطلاح علم اسباب نزول ہے۔ اس سے مراد وہ واقعات یا وہ صورت حال ہے جن میں قرآن مجید کی کوئی آیت یا آیات نازل ہوئی ہوں۔ اسباب نزول کی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے۔

ترتیب نزولی کی بھی بے حد اہمیت ہے کہ اس سے احکام کے ارتقاء کو سمجھنے میں بڑی مدد ملتی ہے۔ قرآن مجید میں کس طرح تدریج سے کام لے کر ہدایت اور راہنمائی کی گئی، اس تدریج کے عمل کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ آیات اور سورتوں کے بارے میں ترتیب نزولی کا علم

ہو۔پھر یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ کون سی آیت مکی ہے اور کونسی مدنی۔اسلئے کہ مکی دور میں احکام کی نوعیت اور تھی اور مدنی دور میں اور تھی۔مکی سورتوں میں بے شمار آیات ایسی ہیں جن کا مفہوم سمجھنے کے لئے انھیں مدنی سورتوں کے ساتھ ملا کر پڑھنا ضروری ہے۔مثال کے طور پر سورتوں میں بیشتر جگہوں پر یہ مضمون بیان ہوا ہے:لست علیھم بمصیطر۔آپ ان پر ٹھیکیدار نہیں ہیں،یعنی اگر وہ مانتے ہیں تو مانیں اور اگر نہیں مانتے تو نہ مانیں۔یہ گویا اظہار براءت ہے ان ضدی مشرکین سے جو قبول اسلام کے لئے تیار نہیں تھے۔

علوم القرآن کا ایک اہم مضمون اسالیب مفسرین یا مناہج مفسرین بھی ہے۔اس عنوان کے تحت اس امر سے بحث کی جاتی ہے کہ مفسرین نے قرآن مجید کی تفسیر کے دوران کون کون سے اسالیب اور مناہج اختیار کئے۔

علوم القرآن کا ایک شعبہ قرأت ہے،یعنی قرآن مجید کو پڑھنے کا انداز اور اس میں آوازوں کی ترکیب،اتار چڑھاؤ اور ان کا نشیب وفراز۔

اس موضوع پر چوتھی پانچویں صدی ہجری سے اہل علم نے لکھنا شروع کیا۔اس سے پہلے ابتدائی تین صدیوں میں علوم قرآن پر زیادہ نہیں لکھا گیا۔

جہاں تک قرآن مجید کے اسلوب اور انداز بیان کا تعلق ہے اس کے متعلق بھی کچھ چیزیں علوم القرآن میں زیر بحث آتی ہیں۔اور جن لوگوں نے علوم القرآن پر لکھا ہے انھوں نے ان سوالات کو اٹھایا ہے۔

ا.....فضائل القرآن علوم قرآن کا ایک اہم موضوع ہے۔خود قرآن مجید کے علاوہ احادیث مبارکہ میں قرآن مجید اور اس کی مختلف سورتوں کے فضائل کے بارے میں جو کچھ بیان ہوا ہے،وہ اہل علم نے یکجا کر دیا ہے۔ان فضائل کا مستند ترین ماخذ امام بخاری کی الجامع الصحیح ہے جس میں کتاب فضائل القرآن کے عمومی عنوان کے تحت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ۳۷ ابواب باندھے ہیں مستند اور معتبر احادیث کا ایک بڑا ذخیرہ فضائل القرآن کے موضوع پر جمع کر دیا ہے۔امام بخاری

رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے کبار محدثین کے علاوہ جن بزرگوں نے سب سے پہلے فضائل قرآن کے عنوان سے الگ سے کتابیں لکھیں ان میں امام نسائی (۳۰۳ھ) امام ابوبکر بن ابی شیبہ (متوفی ۲۳۵ھ) اور امام ابوعبیدۃ القاسم بن سلام (متوفی ۲۲۴ھ) رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین کے اسماء گرامی شامل ہیں۔

۲......خواص القرآن بھی فضائل قرآن ہی کی گویا ایک شاخ ہے۔اس عنوان کے تحت ان روایات و احادیث کو جمع کیا جاتا ہے جن میں قرآن مجید کی مختلف سورتوں اور مختلف آیات کی خصوصی برکات اور ثمرات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

۳......اسماء سور قرآن و تفصیل آیات۔اس عنوان کے تحت قرآن مجید کی ذیلی تقسیموں، آیات، سورت اجزاء، وغیرہ کے بارہ میں معلومات جمع کی جاتی ہیں۔ان معلومات میں آیات و حروف کی تعداد وغیرہ بھی شامل ہوتی ہے۔

۴......علوم قرآن کا ایک اہم مضمون محکم اور متشابہ آیات کی تحقیق اور تفصیل ہے۔اس میں متشابہ کی اقسام، متشابہات کی حکمت اور ضرورت وغیرہ پر بھی گفتگو ہوتی ہے۔

۵......امثال القرآن علوم قرآن کا ایک اہم اور ضروری میدان ہے۔بہت سے اہل علم و ادب نے امثال القرآن کو اپنی تحقیقات کا موضوع بنایا اور اس پر الگ سے بھی کتابیں لکھیں ھیں۔

۶......اسی طرح احکام کو جاننے اور سمجھنے کے لئے موضوع سے متعلق تمام آیات کا علم رکھنا اور ان کی ترتیب نزولی کو جاننا بڑا ضروری بلکہ ناگزیر ہے۔پھر علم ناسخ و منسوخ کی اہمیت کی دوسری اہم وجہ یہ ہے کہ قرآن مجید کے بہت سے احکام تدریج کے ساتھ نازل ہوئے ہیں۔مثلاً عربوں میں شراب بہت عام تھی۔جن حضرات نے زمانہ جاہلیت میں نہیں پی ان میں سے صرف دو صحابہ کرام کے نام معروف ہیں۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ۔عرب کے باقی تمام لوگوں میں یہ چیز خوب رائج تھی۔اور عربوں کی معاشرت کا حصہ بن

چکی تھی۔ اسلام نے شراب کوفوراً حرام قرار نہیں دیا، بلکہ تدریج کے ساتھ حرام قرار دیا۔

نسخ میں کہیں مکمل ترمیم مراد ہے اور کہیں جزوی ترمیم۔ کہیں تخصیص مراد ہے اور کہیں تقیید۔ کہیں اجمال کی تفصیل مراد ہے کہیں صرف یاددلانا مقصود ہے کہ اس آیت کوفلاں آیت کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے تو دونوں کا مفہوم واضح ہوگا۔ اس ملا کر پڑھنے کو بھی نسخ کہتے ہیں۔ لیکن اس ناسخ ومنسوخ اور تدریج احکام کے سارے معاملے کو سمجھنے کے لئے یہ معلوم ہونا ضروری ہے کہ پہلے کون سی آیت نازل ہوئی اور بعد میں کون سی نازل ہوئی۔ کم از کم بڑے بڑے مسائل کے بارے میں یہ علم ہونا چاہئے۔ اس لئے یہ بھی علوم القرآن کا ایک اہم حصہ ہے۔

۷......اسی طرح سے لیلی اور نہاری آیات ہیں جودن اوررات پر تقسیم کی گئی ہیں۔ یعنی رات میں نازل ہونے والی آیات اوردن میں نازل ہونے والی آیات۔ بہت سی آیات فراشی اورنومی کہلاتی ہیں۔ یعنی وہ آیات جوبستر میں اورنیند کی حالت میں نازل ہوئیں۔

۸......ان علوم وفنون میں چند ایسے ہیں جوتفسیر قرآن اورفہم قرآن میں زیادہ اہمیت رکھتے ہیں۔ ان میں سے ایک اسباب نزول ہے۔ اس سے مراد وہ صورت حال ہے جس میں کوئی آیت یاسورت نازل ہوئی۔ بعض حضرات کا کہنا یہ ہے کہ اسباب نزول کوسرے سے کوئی اہمیت نہیں ہے اوراس بارے میں اگر معلومات دستیاب نہ بھی ہوں تو قرآن مجید کے سمجھنے میں کوئی رکاوٹ پیدا نہیں ہوسکتی۔

اس کے برعکس بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ قرآن مجید میں ایک خاص آیت آئی ہے اوروہ ایک محدود صورتحال پر منطبق ہوتی ہے۔ لیکن اس کے الفاظ عام ہوتے ہیں یہ بات سمجھنے کے لئے بھی اسباب نزول کا جاننا ضروری ہے۔ بعض حضرات نے اس پر الگ الگ کتابیں بھی لکھی ہیں وراسباب نزول کوانھوں نے ایک الگ فن کے طور پر مرتب کیا ہے۔ اس موضوع پر سب سے پہلی ِتاب جس عظیم شخصیت سے منسوب ہے وہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ اور مشہور فقیہ ومحدث ِام علی بن المدینی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے (یہ تاریخ حدیث کی انتہائی اہم اور محترم شخصیتوں میں سے ایک

ہیں۔)علم اسباب نزول پر پہلی کتاب امام علی بن المدینی کی بتائی جاتی ہے۔دوسری کتاب جو عام طور پر ہر جگہ ملتی ہے،وہ علامہ علی بن احمد الواحدی کی ہے پانچویں صدی ہجری کے بزرگ تھے انھوں نے تفسیر کے موضوع پر کئی کتابیں لکھی تھیں۔جن میں سے بعض آج بھی دستیاب ہیں۔اسباب نزول پر انکی اس کتاب کا نام بھی اسباب النزول ہی ہے۔

ایک کتاب علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ کی بھی اسباب النزول کے موضوع پر ہے جس کا نام **لباب النقول فی اسباب النزول** ہے۔یہ کتاب بھی کئی بار طبع ہو چکی ہے اور ہر جگہ دستیاب ہے۔

۹......علوم القرآن کا ایک اور اہم میدان مشکلات القرآن یا مشکل القرآن کہلاتا ہے۔مشکل القرآن یا مشکلات القرآن سے مراد وہ مباحث ہیں جن کو سمجھنے کے لئے بڑی غیر معمولی احتیاط اور غور و فکر کی ضرورت ہے یہ وہ مباحث ہیں کہ جن کے بارے میں غور و فکر اور احتیاط سے کام نہ لیا جائے تو بہت سی الجھنیں اور غلط فہمیاں پیدا ہو سکتی ہیں۔اس لئے ان الجھنوں کو دور کرنا بڑا ضروری ہے مثال کے طور پر ایک جگہ سورۃ بقرہ میں آتا ہے۔**واتبعوا ما تتلوا الشیطین**...... یہاں ہاروت ماروت کا ایک واقعہ بیان ہوا ہے۔اب اگر آدمی ان آیات کو یہ سمجھ کر پڑھے کہ انبیاء کا مقام اور مرتبہ کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کے بارے میں قرآن مجید کیا بتاتا ہے۔اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش کن کن صورتوں میں ہوتی ہے۔یہ ساری چیزیں سامنے ہوں تو بات واضح ہو جاتی ہے۔لیکن کبھی کسی لغوی غلط فہمی کی وجہ سے اور بعض اوقات اسرائیلیات اور دیگر خرافات کی بھرمار کی وجہ سے بھی غلط فہمیاں پیدا ہو جاتی ہے۔اگر ایک مرتبہ کوئی الجھن پیدا ہو جائے اور اسکو درست تفسیر سے دور نہ کیا جائے تو وہ پھر بڑھتی رہتی ہے اور اس سے مزید الجھنیں پیدا ہو جاتی ہیں۔تفسیر کی بہت سی کتابوں میں ہارو و ماروت کے واقعہ میں بہت سا رطب و یابس بیان ہوا ہے،اور علماء کرام نے اس پر بہت لمبی اور تفصیلی بحثیں کی ہیں۔یہ خود اپنی جگہ تحقیق کا اور علماء کرام کے مباحث کا ایک مستقل بالذات موضوع بن گیا ہے۔اس لئے اس

کو بھی مشکلات القرآن میں شامل کرلیا گیا ہے۔اب اس پورے ادب میں جو ادھر ادھر سے آ کر جمع ہوا صحیح راستہ متعین کر کے یہ بتانا کہ اس سے مراد کیا ہے اور یہ کس طرح کی آزمائش تھی جو اللہ تعالٰی کی طرف سے بھیجی گئی،مشکلات القرآن کا موضوع ہے۔یہاں یہ ارشاد ربانی: انما نحن فتنة فلاتکفر ہم آزمائش کے لئے بھیجے گئے ہیں لہٰذا تم کسی کفر کا ارتکاب نہ کرنا۔پورے واقعہ کو سمجھنے میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے اس آیت مبارکہ کی تفسیر اس پوری بحث میں ایک بڑی بنیادی چیز ہے۔اور نہایت ذمہ داری کا تقاضا کرتی ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ علوم القرآن لامتناھی ھیں۔جن کا احاطہ نہ ایک علوم القرآن نمبر سے ہوسکتا ہے نہ ایک فرد کے بس کی بات ہے ہم تو فقط اس خدمت میں اپنا حصہ شامل کرنے کی کوشش کر رہے ہے یہ کوشش کوئی پہلی کوشش نہیں ہے اس سے قبل تقریباً ایک سو قرآن نمبر مختلف رسائل ومجلات کے شایع ہو چکے ھیں جو انفرادی واجتماعی کاوشوں کا ثمرہ ھیں میں اس علوم القرآن نمبر کو اسی طویل فہرست میں مثالی نمبر کی حیثیت سے پیش کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہوں۔

مختلف نمبر نکلے ہیں اور نکلتے رہیں گے یہ سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا۔

اللہ سے دُعا ہے وہ ہمیں مزید قرآنی خدمت کی توفیق عطاء فرمائے (آمین)

محققین وقارئین سے گذارش ہے اس حوالہ سے مزید جو کام ہورہا ہے ہمیں اس سے آگاہ فرمائیں۔تاکہ اس حوالہ سے مزید نمبر شایع کئے جاسکیں۔

پروفیسر ڈاکٹر صلاح الدین ثانی

چیف ایڈیٹر

عالمی قیام امن کے لئے

قومی سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کانفرنس ۲۰۰۹ء

بعنوان

عالمی مذاہب کے درمیان مکالمہ

باہمی خدشات، امکانات اور تصادم
اُسوۂ انبیاء علیہم السلام اور کتب مقدسہ کے تناظر میں

"کانفرنس میں شرکت کے لئے تمام مذاہب (اسلام، یہودیت، عیسائیت، ہندومت، بدھ مت، سکھ اور پارسی وغیرہ) کی موزوں ترین شخصیات کے انتخاب کے لئے ہمیں تحریری مشورے عنایت کیجئے اور اگر آپ خود بھی دلچسپی رکھتے ہوں تو اپنا اندراج جملہ تحریری کوائف و رابطہ نمبر کے ساتھ کروا دیجئے"۔

ہم سمجھتے ہیں دنیا میں حقیقی و دائمی امن مذاہب کے درمیان مکالمہ کے ذریعہ ممکن ہے اور اسلام نے (سورئہ آل عمران آیت ۶۴) سب سے پہلے اس کی دعوت دی ہے۔

زیر اہتمام

انجمن اساتذہ علوم اسلامیہ کالجز کراچی سندھ (رجسٹرڈ)

صدر انجمن: پروفیسر ڈاکٹر صلاح الدین ثانی

پتہ: مکان نمبر 162 سیکٹر L/8 اورنگی ٹاؤن کراچی